بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوتِ حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی: اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی: محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی: اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی: اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی: اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی: ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

مرکز جماعت المسلمین کھوکھرا پار ۲½ ملیر کراچی

دفتر: B-6 بیت الفرقان SB-12 بلاک 13-C گلشنِ اقبال کراچی

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوتِ حق

(سلسلۂ اشاعت : ۱، ۲، ۹، ۲۷، ۴۳)

سلسلۂ اشاعت : ۱

امت میں اس وقت متعدد فرقے پائے جاتے ہیں۔ ہر فرقہ " كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ " کے بمصداق اپنے عقائد اور اعمال کو حق سمجھتا ہے اور ان پر پوری طرح مطمئن اور مگن ہے۔ عقائد اور اعمال کے لحاظ سے ہر فرقہ دوسرے فرقے سے کافی حد تک مختلف ہے لیکن عقائد اور اعمال کے اس عظیم الشان اختلاف کے باوجود ان تمام فرقوں میں کچھ قدریں مشترک ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے اور یہی وہ قدریں ہیں جن پر تمام فرقوں کو جمع ہونے کی دعوت بآسانی دی جاسکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قدرِ مشترک رکھنے والوں کو اسی اصول پر مجتمع ومتحد ہونے کی دعوت دی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

(سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: ۳، آیت : ۶۴)

(اے رسول، ان سے) کہہ دیجیے: اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ (آپس میں) ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، پھر اگر یہ (اس دعوت سے) منہ موڑیں تو (اے مسلمین ان سے) کہہ دو (کہ اے اہل کتاب) گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں (ہم ان اصولوں کو مانتے بھی ہیں اور ان پر کاربند بھی ہیں)۔

مذکورہ بالا دعوت کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ پرستی اختیار کرو، شخصیت پرستی چھوڑ دو اور یہ حقیقت ہے کہ فرقہ بندی کی ابتدا اللہ پرستی چھوڑنے، نبیؐ کی تعلیمات سے منہ موڑنے اور شخصیت پرستی اختیار کرنے سے ہوتی ہے

کسی شخص سے عقیدت جب غُلو کی حد تک پہنچ جائے یعنی جب اس کے قول اور فعل کو حق بلکہ معیارِ حق سمجھ لیا جائے تو پھر یہ عقیدت شخصیت پرستی کے مترادف ہے اور یہ ہی وہ چیز ہے جس کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں فرمائی ہے۔ آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے یعنی جب کسی شخص کو عقیدت و احترام کا اتنا بلند مقام دیا جائے کہ اس کی بات کو حتمی و قطعی سمجھا جائے تو یہ گویا اس کو رب بنانا ہے اور یہ فعل ایک قسم کا شرک ہے۔ دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ چیز توحید کے مسلمہ اصولوں میں سے ایک اصول ہے اور اس کا ماننا شرطِ ایمان ہے۔

ہم امت کے تمام فرقوں کو اس اصولِ توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامِ شرعیہ قرآن اور حدیث کے اندر محفوظ و مکمل ہیں اور قرآن اور حدیث تقریباً تمام فرقوں میں مشترک ہیں لہٰذا تمام فرقوں کو ہماری دعوت یہ ہے کہ وہ ان مشترک قدروں پر جمع ہو جائیں۔ تمام فرقہ بندیوں کو ختم کر کے ایک مرکز پر آ جائیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کریں۔ صرف قرآن اور حدیث پر عمل کریں۔ تمام فرقہ وارانہ امتیازی ناموں کو ختم کر کے اپنے آپ کو صرف مسلم کہیں۔ تمام فرقہ وارانہ مذاہب کو یکسر مٹا دیں اور صرف دینِ اسلام کو اپنا دین مانیں۔ فرقہ وارانہ مذاہب کو باقی رکھنا گویا کئی اسلام بنانا ہے حالانکہ اسلام صرف ایک ہے۔ آئیں صرف ایک اسلام کو مانیں جو قرآن و حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ (رواہ الحاکم، فی کتاب العلم، المستدرك، جزء اول صفحہ 93، حدیث : 318/322، وسندہ حسن، التعلیقات للالبانی علی المشکوۃ، جزء اول صفحہ 66، حدیث : 186)	اے لوگو، میں تم میں ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور اُس کے نبیؐ کی سنت۔

جب کتابُ اللہ اور سنتِ رسولؐ ہی کو مضبوطی سے پکڑنے سے گمراہی سے بچا جا سکتا ہے تو آئیں کتابُ اللہ اور سنت نبویؐ کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور سب ایک ہو جائیں۔ صرف قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کو حجت مانیں، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ پر عمل کریں، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ پر عمل کرنے کی دعوت دیں، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کی اشاعت کریں، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کی عملی اور علمی طور پر حفاظت کریں،

قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کے خلاف کسی کی بات نہ مانیں۔

اوپر ہم یہ بات بتا چکے ہیں کہ کسی شخص کو عقیدت اور احترام کا اتنا بلند مقام دینا کہ اس کی بات کو قطعی اور واجب التعمیل سمجھا جائے اس کو رب بنانا ہے۔اب ہم اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

اہل کتاب اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنانا چاہیے، ربّ صرف اللہ تعالیٰ ہے، اُس کے علاوہ کوئی رب نہیں۔ان کے اسی اقرار کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ ایک ایسی بات کی طرف آ ؤ جو مسلمین میں اور تم میں مشترک ہے۔یعنی جس کو مسلمین بھی تسلیم کرتے ہیں اور تم بھی تسلیم کرتے ہو۔اہل کتاب کا اس اصول کو تسلیم کرنا صرف ان کی زبانوں پر تھا، عملاً وہ اس پر کار بند نہیں تھے بلکہ انھوں نے ایک دوسرے کو اپنا رب بنا رکھا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ
(سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ: ۹، آیت: ۳۱)

اہل کتاب نے اپنے علما اور اپنے پیروں کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریمؑ کو بھی (رب بنا رکھا ہے)۔

بالکل یہی حال اس امت کے فرقوں کا ہے، وہ بھی زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا رب نہیں بنانا چاہیے یعنی کسی شخص کی رائے اور قیاس کو شریعت کا درجہ نہیں دینا چاہیے، واجب التعمیل اور شرعی قانون صرف اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کا مقرر کردہ ضابطہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے، لیکن اس زبانی اقرار کے باوجود اہل کتاب کی طرح وہ بھی عملاً اس اصول پر کار بند نہیں ہیں اور اس کا زندہ ثبوت موجودہ فرقوں کا وجود ہے۔اگر وہ عملاً بھی اس اصول کو تسلیم کرتے اور صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر عمل پیرا ہوتے اور کسی شخص کی "رائے اور اجتہاد" کو دین میں داخل نہ کرتے تو آج یہ تمام فرقہ بندیاں نہ پائی جاتیں۔کسی اصول کو محض زبان سے تسلیم کرنا اور عملاً اس سے روگردانی کرنا حقیقت پسندی کے خلاف ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یہ اصول تسلیم نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اصولاً جس ذات یا شخصیت کو وہ آخری سند قرار نہیں دیتے، کس طرح عمل کی دنیا میں اسی کو آخری سند قرار دے دیتے ہیں۔ایسے لوگوں کو جب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ عقیدت کے جذبے سے سرشار ہو کر دل میں ایک قسم کی بیزاری محسوس کرتے ہیں گویا عقیدت کا یہ جذبہ انہیں اس شخصیت سے جس سے ان کو عقیدت ہوتی ہے بالاتر ہو کر سوچنے اور سمجھنے

میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ وہ عقیدت میں اتنا کھو جاتے ہیں کہ بالاترین ہستی کے فرمان کو عملاً نظر انداز کر دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ اہل کتاب کی طرح اصول تسلیم کرنے کے باوجود عملاً اس اصول سے انحراف کرتے ہیں اور جس شخصیت پرستی کا وہ اصولاً انکار کرتے ہیں اُسی شخصیت پرستی کو عملاً اختیار کرتے ہیں۔ قول اور فعل کا یہ تضاد اور عقیدت میں اتنا غلو کیا ایمان کے منافی نہیں ہے؟ قارئین کرام، سوچیے کیا یہ صورت مستحسن ہے؟ آپ فرمائیں گے ہرگز نہیں تو پھر آئیں ہم سب مل کر اپنے قول وفعل میں اتحاد پیدا کریں اور جس اصول کو ہم محض رسماً زبان سے تسلیم کرتے ہیں اس کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کریں اور اپنے عمل کو اس اصول کا تابع بنائیں۔ کسی شخص کی رائے، قیاس، فتوے اور اجتہاد کو آخری سند قرار نہ دیں بلکہ ہمیشہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کو آخری سند قرار دیں، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر براہِ راست عمل کریں۔ قرآن مجید اور حدیث نبویؐ ہی حجت شرعیہ ہیں، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ ہی اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون ہے، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ ہی اللہ مالک الملک کا نازل کردہ ضابطہ حیات ہے، قرآن مجید اور حدیث نبویؐ پر ہی عمل کرنے میں نجات ہے اور بس۔

پہلے اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ اللہ ذوالجلال والاکرام نے اہل کتاب کو ایسی قدروں کی طرف دعوت دی جو مسلمین اور اہل کتاب میں مشترک تھیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں۔

پہلے اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اہل کتاب کے زبانی اقرار کے اعتبار سے تو یہ قدریں مشترک تھیں لیکن عملی اعتبار سے قدریں مشترک نہیں تھیں۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب بنا رکھا تھا اور عملاً وہ شخصیت پرستی کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کا زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں سمجھا گیا۔ ان کو دعوت دی گئی کہ وہ عملاً بھی اس اصول کو تسلیم کریں اور مسلمین کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں۔

اب ہم اس شخصیت پرستی کی قباحت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ سورۃ توبہ کی جو آیت صفحہ ۴ پر درج کی گئی ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، (سُوْرَةُ التَّوْبَةِ: ۹، آیت: ۳۱)

(اہل کتاب نے علما اور مشائخ کو رب بنا لیا تھا) حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کریں، اُس (ایک) اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب علما اور مشائخ کی عبادت کرتے تھے حالانکہ انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم تھا۔اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی عالم یا درویش کو رب بنانا گویا اس کی عبادت کرنا ہے۔اہل کتاب کو صرف ایک الٰہ کی عبادت کا حکم تھا لیکن انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ علما اور پیروں کو ربّ بنا کر عملاً کئی الٰہ بنا لیے۔ظاہر ہے کہ ان کا یہ عمل شرک تھا اسی لیے اللہ تعالی نے آگے فرمایا:-

سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴿۳۱﴾ اللہ ان کے شرک سے جو یہ کرر ہے ہیں پاک ومنزہ ہے۔

(سُوۡرَةُ التَّوۡبَةِ: ۹، آیت : ۳۱)

پوری آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ اہلِ کتاب نے علما اور مشائخ کو رب بنایا یعنی ان کی عبادت کی، ان کو الٰہ بنالیا اور اس طرح عملی طور پر شرک کیا، اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک سے پاک ومنزہ ہے۔

قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ اہل کتاب عقیدۃً مشرک نہیں تھے۔زبان سے بھی عقیدہ توحید کا اقرار کرتے تھے اور کسی شخص کو رب بنانا جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ مشرک تھے۔کیوں؟ صرف اس لیے کہ ان کا عمل اس عقیدہ توحید کے منافی تھا، وہ کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے۔اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید کے منافی عقیدہ رکھنا یا زبان سے اقرار کرنا ہی شرک نہیں بلکہ توحید کے منافی عمل کرنا بھی شرک ہے۔الغرض شخصیت پرستی شرک ہے اور ایسا ہی شرک ہے جیسا کہ (نعوذ باللہ) عیسی علیہ السلام کو اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کا بیٹا بنانا، کیوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہٗ نے دونوں کا یکجا ذکر فرمایا ہے۔شخصیت پرستی اختلاف وافتراق کی اصل ہے۔اسی سے فرقہ بندی کی ابتدا ہوتی ہے اور اسی سے فرقہ بندی کی حفاظت ہوتی ہے۔یہی ضد اور ہٹ دھرمی کا باعث ہے اور اسی کی وجہ سے حق کا انکار کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ وَ لٰـكِنِ اخۡتَلَفُوۡا فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَفَرَ،

(سُوۡرَةُ الۡبَقَرَة: ۲ ، آیت : ۲۵۳)

اگر اللہ چاہتا تو ان (نبیوں کے انتقال) کے بعد لوگ کھلے دلائل آجانے کے بعد کبھی نہ لڑتے لیکن انھوں نے (کھلے دلائل کی موجودگی میں) اختلاف کیا پھر ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے (حق کا) انکار کردیا۔

اللہ تعالیٰ کا قانونِ مشیت یہی ہے کہ جو لوگ شخصیت پرستی اور ضد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیں ان کا ایمان لانا ناممکن ہے۔ ان کا ایمان نہ لانا شخصیت پرستی، ضد اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے غور کیجیے کیا یہی حال آج کل موجودہ فرقوں کا نہیں ہے؟ کیا یہ لوگ قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کے کھلے دلائل مل جانے کے بعد محض بزرگوں کی شخصیت کو بہانہ بنا کر غلط عقیدے اور غلط عمل پر (قائم) نہیں رہتے؟ کیا یہ لوگ قرآن مجید اور صحیح حدیث کے کھلے دلائل کو توڑ مروڑ کر اپنے موروثی مذہب کے مطابق نہیں بناتے؟ کیا یہ مومن کی شان ہے کہ اپنے آبائی طریقے پر قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کو قربان کر دے۔ کھلے دلائل کی عدم موجودگی میں بھی اختلاف بُری چیز ہے لیکن کھلے دلائل کی موجودگی میں اختلاف پر قائم رہنا اس سے بھی زیادہ بُری چیز ہے۔ یہ حق کا انکار ہے اور یہ صریح کفر ہے۔ شخصیت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے دین میں مختلف بزرگوں کے اقوال و آراء کو شامل کرنا کیا شرک فی الدین نہیں ہے؟ یقیناً ہے تو پھر سوچیے کہ ان اقوال و آراء کو قرآن مجید اور حدیث نبویؐ پر ترجیح دینا کتنا بڑا شرک اور کفر ہوگا۔ العیاذ باللہ!

اگر آبائی مذہب حق ہے تو پھر ہمیں سوچنا چاہیے کہ کس فرقے یا فرد کا آبائی مذہب حق ہے۔ ظاہر ہے کہ سب فرقہ وارانہ یا آبائی مذاہب تو حق نہیں ہو سکتے۔ حق تو ایک ہی ہو سکتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ان مذاہب میں عقائد اور اعمال کا زبردست اختلاف ہو، حلال اور حرام کا فرق ہو پھر بھی وہ سب حق ہوں۔ قرآن مجید اور حدیث نبویؐ بے شک حق ہے اور یہی معیارِ حق ہے۔ اس معیار پر تمام فرقہ وارانہ مذاہب اور علما اور مشائخ کے فتوؤں اور ان کے کردار کو پرکھنا چاہیے۔ اگر وہ اس معیار کے مطابق ہیں تو حق ہیں ورنہ باطل۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ لوگوں نے علما اور بزرگوں کے اقوال و افعال کو معیار بنا لیا اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کو ان پر پرکھنے لگے۔ اگر قرآن مجید کی آیت یا کسی حدیث صحیح کا مفہوم ان کے کسی بزرگ کے قول و فعل کے خلاف ہوا تو آیت یا حدیث کو مسترد کر دیا۔ کیا یہ الٹی گنگا بہانے کے مترادف نہیں ہے؟ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ کا دین اپنی اصل حالت پر قائم رہ سکتا ہے؟ کیا اس طرح اختلاف و افتراق مٹ سکتا ہے؟ کیا اس طرح فرقہ بندی کو ختم کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور جو ذرا سی بھی عقلِ سلیم رکھتا ہے وہ اس طرزِ عمل کے باطل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا سکتا ہے۔ بزرگوں کے قول و فعل کو معیار بنانے سے اختلاف ختم نہیں ہوگا بلکہ اور بڑھتا چلا جائے گا۔ جتنے بزرگ، اتنے ہی معیار اور جتنے معیار، اتنے ہی مذاہب لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو چیز باعث اختلاف و افتراق ہے

تو ایسی صورت میں اختلاف وافتراق کیسے ختم ہوگا اور امت کس طرح متحد و متفق ہوگی؟

اللہ تعالیٰ نے تو اس اختلاف وافتراق کی جڑ کو ختم کرنے کے لیے فرمایا تھا:-

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ: ۷، آیت: ۳)

(اے لوگو جو (شریعت) تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو، (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اس آیت نے معاملے کو بالکل صاف کر دیا۔ آیت کی رُو سے پیروی صرف اس چیز کی کرنی ہے جو منزّل من اللہ ہو۔ منزّل من اللہ قرآن مجید اور حدیث نبوی ہے اور بس، لہٰذا صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کی پیروی کرنی چاہیے۔ علما اور ائمہ کے اقوال وافعال، موروثی اور آبائی مذہب اور تمام فرقہ وارانہ مسالک و مذاہب یقیناً منزّل من اللہ نہیں ہیں سوچیے لہٰذا آیت مذکورہ کی رُو سے ان کی پیروی منع ہے، کیا ایمان کی یہی شان ہے، کہ جس چیز کی پیروی کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا اس کی پیروی تو کرتے نہیں اور جس چیز کی پیروی کو اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا تھا اس کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں، اس کو سینے سے لگا رکھا ہے اور نتیجۃً فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کیا یہ فرقہ بندی آپ کو پسند ہے؟ یقیناً آپ کو پسند نہیں ہوگی کیوں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓي اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵

(سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ: ۶، آیت: ۶۵)

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے، یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقے فرقے بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) دیکھیے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں کہ لوگ سمجھ جائیں۔

آپ دیکھیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی کو اپنا عذاب فرمایا تو کیا آپ کو اس عذاب میں رہنا پسند ہے؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر غضب ہو اور وہ اپنا عذاب آپ پر بھیجتا رہے یا اپنے عذاب میں آپ کو مبتلا رکھے۔ یقیناً یہ چیز آپ پسند نہیں کریں گے۔ اگر واقعی آپ اس چیز کو پسند نہیں کرتے تو فرقہ بندی ختم کر دیجیے۔

فرقہ بندی بغیر اختلاف کے وجود میں نہیں آتی لہذا ثابت ہوا کہ اختلاف ہی عذاب کی اصل وجہ ہے، اختلاف ہی عذاب کا باعث ہے۔اس سلسلے میں کسی نے ایک جملہ "اِخۡتِلَافُ اُمَّتِیۡ رَحۡمَۃٌ" (میری امّت کا اختلاف رحمت ہے) گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب کر دیا۔عوام نے غیر شعوری طور پر اسے حدیث سمجھ لیا اور اس طرح افسوس ہے کہ جو چیز موجب عذاب تھی اس کو رحمت سمجھ لیا اور اس طرح فرقہ بندی کے لیے جواز پیدا کرلیا۔اب فرقہ بندی ختم ہو تو کیسے؟ کیا اب بھی آپ کو ہوش نہیں آئے گا کہ اس عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرنے کی فکر کریں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ‌ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمۡ‌ ؕ وَتَمَّتۡ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(سُوۡرَۃُ ھُوۡدٍ: ۱۱، آیت : ۱۱۸ تا ۱۱۹)

اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا (اور اختلاف سے ان کو بچالیتا لیکن اللہ تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اختلاف کرتا ہے اور کون اختلاف سے بچتا ہے) لہٰذا لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے۔مگر جس پر آپ کے ربّ کا رحم ہو جائے (بس وہ ہی اختلاف سے بچ جائے گا) اور اُس نے تو اسی لیے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر اپنا رحم و کرم کرے لیکن لوگ اختلاف کر کے اپنے آپ کو رحم و کرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں تو اے رسول، اس طرح) آپ کے رب کی بات پوری ہو کر رہے گی (جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ) میں دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دوں گا۔

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ:-

۱۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایک جماعت دیکھنا پسند کرتا ہے لیکن اس کی مشیت میں ہے کہ وہ زبردستی ایسا نہیں کرتا کہ سب کو ایک کر دے،

۲۔ لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے،

۳۔ اختلاف سے صرف وہ لوگ بچ جائیں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی،

۴۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنی رحمت سے نوازنے کے لیے پیدا کیا ہے لیکن وہ خود اپنے آپ کو اس کا مستحق نہ بنا کر دوزخ میں جانے کا سامان کرتے ہیں،

۵۔ اختلاف کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ دوزخ کو بھر دے گا۔

الغرض اختلاف موجب رحمت نہیں، موجب عذاب ہے اور نہ صرف دنیا میں موجب عذاب ہے آخرت میں بھی موجب عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا:۔

وَلَا تَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا ۔ (صحيح بخاری، کتاب أحاديث الأنبياء، حديث : 3476 / 3289، وروی مسلم، نحوهُ فی کتاب العلم، حديث:2666 / 6776)

اختلاف نہ کیا کرو کیوں کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ کو یمن روانہ کیا تو ان سے فرمایا تھا:۔

تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا

اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

(صحيح بخاری، کتاب الجهاد، باب ما يكره من التنازع، حديث : 3038/ 2873)، وصحيح مسلم، کتاب الجهاد، باب فی الأمر بالتيسير، حديث : 1733/ 4526)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ اختلاف کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اگر اختلاف رحمت ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف سے کیوں منع کرتے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اتفاق جو اس کی ضد ہے وہ کیا ہوگا۔ کیا اتفاق اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ بالبداہت باطل ہے۔ الغرض اختلاف کی وجہ سے فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے اور جب تک فرقہ بندی ختم نہ ہو فلاح و کامرانی کی امید لایعنی ہے۔ اٹھیئے اور فرقہ بندی ختم کرنے کے لیے جدوجہد کیجیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْدَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ .

جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں تم ضرور ان کے بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ چلو گے حتیٰ کہ اگر کسی ضبّ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے (یعنی تم بھی ضبّ کے بل میں داخل ہو جاؤ گے)۔

صحابہ نے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى؟

اے اللہ کے رسول، (کیا اگلے لوگوں سے مراد) یہود ونصاریٰ ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

فَمَنْ؟ تو (اور) کون ہوسکتا ہے؟

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی لتتبعن سنن من کان قبلکم، 9 / 126، حدیث : 7320 / 6889، وصحیح مسلم ،حدیث :6781/2669)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ امت یہود ونصاریٰ کے قدم بقدم چلے گی۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِى النَّارِ وَوَاحِدٌ فِى الْجَنَّةِ وَهِىَ الْجَمَاعَةُ۔ (ابوداؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، 283 /2 ، حدیث : 4597، وسنده صحیح، التعلیقات للالبانی علی المشکوٰة، 1/61 ، حدیث : 172، والسنة للمروزي حدیث :50)

خبردار ہوجاؤ اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ۷۲ فرقے دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ جماعت ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کے بھی فرقے ہو جائیں گے جس طرح اہل کتاب کے فرقے ہوئے تھے یعنی افتراق کے معاملے میں بھی یہ امت یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گی۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ اہل کتاب کس طرح اور کن حالات میں فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ؇

(سُوْرَةُ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا: ۹۸، آیت: ۴)

اہلِ کتاب فرقوں میں منقسم نہیں ہوئے مگر اس وقت جب کہ ان کے پاس کھلی دلیل آچکی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ

(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ: ۳، آیت: ۱۹)

اہل کتاب نے اختلاف نہیں کیا مگر اس حالت میں کہ ان کے پاس علم آچکا تھا (پھر محض) آپس کی ضد کی وجہ سے وہ اس اختلاف پر جمے رہے)

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کھلی دلیل کی موجودگی میں محض ضد کی وجہ سے اختلاف پر اڑے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کئی فرقوں میں منقسم ہوگئے۔ اگر وہ کھلی دلیل مل جانے کے بعد اختلاف کو ختم کر دیتے تو فرقے وجود میں نہ آتے یہی حال اس امت کا بھی ہوا۔ انہوں نے بھی اہل کتاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محض ضد و ہٹ دھرمی کی بنا پر حق کو قبول نہیں کیا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کی کھلی دلیل مل جانے کے بعد بھی اپنے اختلاف پر جمے رہے۔ نتیجہ وہی ہوا جو اہلِ کتاب کا ہوا تھا یعنی یہ بھی انہی کی طرح فرقوں میں منقسم ہوگئے۔ مختلف فرقوں کا وجود اس پر کھلی شہادت ہے۔ ان فرقوں کا حال ہے کہ اگر ان میں سے کسی فرقے یا فرقے کے کسی فرد کے پاس قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسے قبول نہیں کرتا اور اپنے فرقہ وارانہ مذہب پر قائم رہتا ہے۔ ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ سب فرقے ایک ہو جائیں۔ اس کی اگر کوئی صورت ہے تو بس ایک اور وہ یہ کہ فرقوں کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں اور اس جنتی طائفہ کے ساتھ شامل ہو جائیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جماعت" کہا تھا۔ یہ جماعت کن لوگوں کی ہوگی اس کی بھی وضاحت حدیث میں موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ

جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے پوچھا:-

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ　　اگر نہ مسلمین کی جماعت ہو اور نہ امام (تو کیا کروں؟)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا۔　　ایسی صورت میں (بھی) تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، 9/65، حدیث : 7084 / 6673، وصحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، 135/ 2، حدیث: 1847 / 4784)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنتی طائفہ جماعت المسلمین ہوگی، باقی سب فرقے ہوں گے، ان پر جماعت المسلمین کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ وہ جماعت المسلمین کہلاتے ہوں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین سے وابستہ رہنا اور تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا ضروری ہے حتیٰ کہ اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو بھی فرقوں میں شامل نہیں ہونا چاہیے تعجب ہے ان لوگوں پر جو فرقہ بندی کو لعنت سمجھتے ہوئے بھی ان فرقوں سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ یہ درحقیقت قول و فعل کا تضاد ہے۔ زبان سے تو انہیں قرار ہے کہ فرقہ بندی ضلالت ہے اور اس اصول میں وہ ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ کیوں کہ یہ اصول ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے لہذا اسی مشترک اصول پر ہم ان کو عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اصول پر عملاً بھی کاربند ہو جائیں اور تمام فرقوں سے علیحدہ ہو کر جماعت المسلمین اور ان کے امام سے وابستہ ہو جائیں۔ فرقوں میں رہتے ہوئے نہ اصلاح ہو سکتی ہے، نہ اتفاق ہو سکتا ہے۔ اگر کسی مسئلے میں کھلی دلیل کو مان بھی لیا تو آخر تمام کھلی دلیلوں کو مان لینے کے لیے عمرے باید۔ مزید برآں کسی مسئلے میں کسی کھلی دلیل کو مان لینے سے فرقہ بندی ختم نہیں ہوگی۔ فرقہ بندی کو ختم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ ان فرقوں کے وجود کو ختم کر دیا جائے، از سر نو اسلام کی طرف رجوع کیا جائے، براہِ راست قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا اتباع کیا جائے، اس طرح نہ اختلاف رہے گا اور نہ فرقے رہیں گے۔

فرقہ بندی کی حیثیت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا

مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ (یعنی) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے ہو گئے، تمام فرقے جو کچھ ان کے پاس

لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ﴿۳۲﴾ ہے اسی میں مگن ہیں۔

(سُوۡرَۃُ الرُّوۡمِ: ۳۰، آیت : ۳۱ تا ۳۲)

آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ بندی کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ جب کسی شخص کے پاس جو کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتا ہو قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔ اپنے مذہب کو مانتا ہے، اپنے امام، پیر یا بزرگ کے قول و فعل کو تو حجت سمجھتا ہے اور قرآن مجید یا حدیث نبوی کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ کیا یہ کفر کی علامت نہیں؟ اپنے مذہب کی باتوں یا اپنے امام یا اپنے پیر کی باتوں کو دین میں داخل کرنا کیا یہ شرک فی الدین نہیں؟ شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر ہر فرقے کے افراد اس شرک میں ملوث نظر آتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

اِنَّ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَ كَانُوۡا شِيَعًا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ﴿۱۵۹﴾

(سُوۡرَۃُ الۡاَنۡعَامِ: ۶، آیت : ۱۵۹)

(اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر وہی (قیامت کے دن) انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اہلِ کتاب کی طرح فرقے بنانے سے منع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ﴿۱۰۵﴾ (سُوۡرَۃُ اٰلِ عِمۡرٰن: ۳ ، آیت : ۱۰۵)

(اے ایمان والوں) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے۔ ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪

(سُوۡرَۃُ اٰلِ عِمۡرٰن: ۳ ، آیت : ۱۰۳)

اور (اے ایمان والو) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بار بار تاکید کی تھی کہ فرقے نہ بنانا لیکن اہل کتاب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس امت میں بھی وہی ہوا جو اہلِ کتاب میں ہوا تھا۔مختلف فرقے بن گئے اور ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔

اہل قرآن، اہل حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، خارجی، شیعہ، نقشبندی، سہروردی وغیرہ نام کا کوئی فرقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بس ایک جماعت تھی اور وہ جماعت المسلمین تھی۔ اس زمانے میں بس صرف ایک جماعت المسلمین کا وجود تھا اور اس کے علاوہ کسی فرقے کا وجود نہیں تھا۔ایک موقع پر عیدگاہ میں حاضری کے سلسلے میں آپ نے ان خواتین کے متعلق جو اذیت ماہانہ میں ہونے کی وجہ سے نماز میں شریک نہ ہو سکیں فرمایا تھا:-

فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ۔

(صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب اعتزال الحیض المصلی، جزء 2 صفحه 28، حدیث : 981 / 938 ، حدیث: / 351 (344

جو عورتیں اذیت ماہانہ میں ہوں وہ بھی جماعت المسلمین اور ان کی دعاؤں میں شریک رہیں البتہ نماز پڑھنے کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایمان والوں کی جماعت کا نام جماعت المسلمین تھا اور اسی نام کی جماعت سے چمٹے رہنے کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی جیسا کہ صفحہ 12 پر گزر چکا ہے۔

آخر میں ہم پھر قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ آیئے، ایک مرکز پر جمع ہو جایئے، تمام فرقوں کو ختم کر دیجیے، آپ کا کوئی نام نہ ہو سوائے مسلم کے، آپ کی کوئی جماعت نہ ہو سوائے جماعت المسلمین کے، آپ کا کوئی امام نہ ہو سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو اللہ تعالیٰ نے امام بنا کر بھیجا ہے، جن کی اطاعت اور اتباع کو فرض کیا ہے، جن کی اطاعت واتباع کو ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے امام کی موجودگی میں اپنے بنائے ہوئے اماموں کو مرکز دین سمجھنا کون سی عقل مندی ہے، کیا ایمان کی یہی شان ہے؟

اٹھیئے، تمام فرقہ وارانہ مذاہب ومسالک کو ختم کر دیجیے۔ آپ کا کوئی دین نہ ہو سوائے اسلام کے، کوئی

چیز ماخذ قانون نہ ہوسوائے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے، کوئی چیز سند نہ ہو سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے۔

اٹھیئے، مذہب پرستی، وطن پرستی قوم پرستی، زبان، پرستی، شخصیت پرستی، صوبہ پرستی، فرقہ پرستی اور عصبیت پرستی کے بتوں کو توڑ کر پھینک دیجیے، اللہ پرستی کا جذبہ پیدا کیجئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کیجیے۔

جماعت المسلمین کا کسی فرقے سے تعلق نہیں۔ جماعت المسلمین کی دعوت اسلام کی دعوت ہے، اس دین کی دعوت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں تھا۔ آیئے اور جماعت المسلمین میں شامل ہو کر دین اسلام کی خدمت کیجیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منہاج المسلمین: (پیدائش سے لے کر موت تک کے مسائل)

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے۔

یہ کتاب اسلامی احکامات کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ (یعنی پیدائش سے موت تک مسلمین کو پیش آنے والے مسائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ماخوذ ہیں۔ ہر حکم کے نیچے حاشیے میں ثبوت کے طور پر آیت اور صحیح حدیث کا عربی متن اور اس کا ماخذ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ جہاں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم اور طریقہ ثابت نہیں وہاں اللہ کے دین کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں اور دنیاوی احکام کی حدیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کسی بھی انسان کا دیا ہوا حکم یا رائے دین نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین میں کسی انسان کو ترمیم یا تبدیلی کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین اسلام میں قیامت تک کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں ہوسکتی۔ دین اسلام کے خلاف یا مساوی جو فتویٰ یا مسلک ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالی خالص دین کو پسند کرتا ہے، وہ بناسپتی دین یا مسلک کو رد کر دے گا۔ دین خالص کے متلاشی کو دین قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ملے گا۔